فکر علامہ اقبالؒ اور عورت کا مقام

☆ خالدہ جمیل

علامہ فرماتے ہیں:

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

عورت کی تخلیق نظامِ کائنات کی تخلیق ہے۔ روزِ اول سے زندگی میں مسرت اور اطمینان کے جتنے بھی شعبے قرار دیئے گئے، ان تمام شعبوں کا مرکز توحید عورت کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ [illegible] خشک جنگلات میں عورت کے فقط ایک بار مسکرا دینے سے ہر طرف پھول ہی پھول کھلتے دکھائی دینے لگے۔

آدم علیہ السلام جلا وطن ہوا اور جنت کی فضاؤں سے جدا ہونے کے بعد روئے زمین کے لق و دق اور خاموش بیابانوں کو دیکھا، تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ دل نے اذیت محسوس کی اور ہونٹ ایک نہ دب سکنے والی خواہش کے مطالبہ میں بے اختیار حرکت کرنے لگے۔

درگاہِ ایزدی میں اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشا گیا اور حسن و تسکین، نزہت و لطافت کے سب سے پہلے انسانی پیکر یعنی ''حوا'' نے ظہور پایا۔ یہ دیکھ کر سنگ ریزے جواہرات بن گئے۔ پرندے اس خوشی میں چہچہائے۔ اداس ٹہنیاں اور مرجھائے ہوئے پتے وفورِ نشاط سے جگمگا اٹھے۔ ہر طرف سے نغموں اور رمزوں کا ایک بے پناہ طوفان برپا ہوا۔ روحِ کائنات نے ایک طویل انگڑائی لی اور دنیا کا کونہ کونہ ''وجودِ زن'' کا انعکاس پا کر رشکِ فردوس بن گیا۔

اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طور پر بیشتر جگہ عورت کا ذکر کیا ہے اور ہر جگہ ان کے الفاظ میں صنفِ نازک کے متعلق عزت و احترام کے ایسے ہی پاکیزہ جذبات دیکھنے میں آتے ہیں۔ دنیا کی مختلف قومیں عورت کو مختلف نقطہ ہائے نگاہ سے دیکھتی رہی ہیں اور نوعِ انسانی میں

☆ معروف دانشور، سیرت ایوارڈ یافتہ۔۔ صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی، (خواتین فورم)۔

عام طور پر کثرت ایسے ہی لوگوں کی رہی ہے جو عورت کو فقط اس کے رنگ وخوبصورتی اور گوشت پوست ہی کی وجہ سے اہمیت دیتے رہے ہیں اور اسی چیز کی کمی اور زیادتی یا عروج وزوال ان کے نزدیک اس ہستی اعلیٰ کی عزت وذلت کا معیار تھا۔

مثال کے طور پر رومن قوم کے لوگ عورت کو صرف اپنی خواہشات نفسانی کا آلہ کار تصور کرتے تھے، اس مقصد کے لیے ہر قسم کا ظلم ان کے نزدیک روا تھا۔ یہی حال قدیم یونانیوں کا تھا جو صرف جمالیات ہی میں اپنا سب کچھ غرق کیے ہوئے تھے۔

یہی حال قریب ایام جاہلیت کے عربوں کا تھا۔ امریکہ، فرانس آج اسی چیز کا گہوارہ ہیں۔ انگریزوں میں بھی مہذب اور روشن خیال ہونے کے باوجود عورت کی پرستش عموماً اس کے تروتازہ حسن، رقص اور کمال موسیقی کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ مگر یہ ایسی افسوسناک ذہنیت ہے جس سے نہ صرف انسان کی اعلیٰ زندگی ہمیشہ کے لیے برباد اور منتشر رہتی ہے اور نہ صرف نسلیں برباد ہو گئیں ہیں، نہ صرف نفاق، خودکشی، طلاق اور غصب حقوق کی واردات بڑھتی ہیں، بلکہ سوسائٹی اور کیریکٹر پر بھی اسکا ایسا وبال مستقل پڑتا ہے جس کی تلافی شاید صدیوں تک بھی ممکن نہ ہو سکے۔

مقام غور ہے کہ آج کتنی عورتیں اپنے شوہروں کے زندہ ہوتے ہوئے بھی بیواؤں سے بدتر زندگی بسر کرتی ہیں اور کتنے بچے باپ کی دنیا میں موجود پا کر بھی خراب حال یتیموں کی طرح گلی گلی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں، یہ ہیں وہ مصائب جو عورت کی حقیقی قدر ومنزلت نہ پہنچاننے کی وجہ سے ہم پر نازل ہوئے ہیں۔

قرآن حکیم نے ہمیں بتلایا ہے کہ عورت کی دلجوئی، اسکی حرکات وسکنات کا ضبط، کیریکٹر کی نگرانی اور اچھی نسلوں کی تولید زیادہ تر مرد کی اپنی تنظیم اور توجہ پر موقوف ہے اقبال علیہ الرحمۃ بھی ہمیں اس حقیقت صادقہ کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

جوہر مرد عیاں ہوتا ہے بے منّت غیر
غیر کے ہاتھ میں ہے جوہر محبت کی نمود

راز ہے اس کے تب خم کا یہی نکتہ شوق
آتشیں لذتِ تخلیق سے ہے اسکا وجود
کھلتے جاتے ہیں اسی آگ سے اسرار حیات
گرم اسی آگ سے ہے معرکہ بود و نبود
میں بھی مظلومی نسواں سے ہوں غمناک بہت
نہیں ممکن مگر اس عقدۂ مشکل کی کشود

ا۔عورت اور تعلیم

علامہ اقبالؒ قوموں کی تاریخ اور ان کا حال و مستقبل ان کی ماؤں کی تعلیم کا فیضان قرار دیتے ہیں۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

اور فرماتے ہیں کہ ماؤں کی پیشانیوں پر جو لکھا ہوتا ہے وہی اس قوم کی تقدیر ہوتی ہے۔ ماؤں کی حالت ان کی دانش و بینش اور ان کے طریق تربیت سے قوموں کی تہذیب و تمدن کی آبیاری ہوتی ہے اور قوموں کے اندر شرافت پاکبازی کے جوہر نکھرتے ہیں۔

خشک آں تے کز داروآتش
قیامت ہا بیند کائناتش
چہ پیش آید چہ پیش افتاد اورا
تواں دید از جبیں اسہاتش

تعلیم سے حضرت علامہ کی مراد علم و حکمت ہے جہاں تک فنی تعلیم کا تعلق ہے۔ وہ کسی قوم کے وقتی اور زمانی و معاشرتی حالات کے تابع ہوتی ہے، لیکن علم و ادب اور حکمت و دانائی کے زیور سے آراستہ ہونا عورتوں پر بھی فرض ہے۔ وہ دخترانِ ملت کو دعوت دیتے ہیں کہ ملت کی شامِ الم کو صبحِ مسرت سے بدل دیں اور وہ قرآن کی تعلیمات سے فیض کے چشمے جاری

کریں۔ حضرت عمرؓ جیسے سخت گیر اور سخت دل کی ایک عورت (ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب) نے تقدیر بدل دی اور اپنے لحن ولہجہ کے سوز و گداز سے ان کے دل کو نرم کر دیا تھا۔ اور دین حق کی صداقت اس میں جاگزیں ہوگئی:

ز شامِ ما بروں آور سحر را
بہ قرآن باز خواں اہل نظر را
تو ی دانی کہ سوز قرات تو
دگرگوں کرد تقدیر عمرؓ را

حضرت علامہ اقبالؒ کے نزدیک عورت کا حقیقی مقام جس سے امت اسلامیہ کی تعمیر وترقی کی امیدیں وابستہ رکھی جا سکتی ہیں۔ نہ تو اندھی تقلید کے تحت عورت کو جہالت میں مقید رکھنا درست ہے اور نہ عورت کا تہذیب کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھ جانا درست ہے، بلکہ حقیقی مقصد شرفِ نسوانیت ہے، علامہ اقبال فرماتے ہیں:

''اے عورت تیری شرم وحیا کی چادر ہمارے قومی وقار کا لباس ہے۔''

''تیری سیرت کی چمک ہماری ملت کے چراغ کی روشنی ہے۔ تیری شفقت بھری گود کی رحمت ہماری دینی اور ملی اساس ہے۔''

ہمارا بچہ جب دودھ چھوڑتا ہے تو اس کو سب سے پہلے لا الٰہ یعنی غیر اللہ کی غلامی سے آزادی کا سبق سکھا دے۔

تیری بچے کے ساتھ محبت ہی ہماری سیرت فکر، انداز بیاں اور کردار کا رخ متعین کرتی ہے۔

جدید تہذیب نہایت عیار و چالاک ہے اور اس کا کارواں متاع دین و دانش کا رہزن ہے۔ وہ صحیح فکر کے اعتبار سے اندھا، خدا کا منکر اور حقوق انسانیت سے عاری ہے۔ غریبوں اور بے کسوں کو پھانس لیتا ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔

''تو امت کے درخت کی آبیاری کرتی ہے اور ملت کے جوانوں کی محافظ ہے۔''

تیری فطرت بلند مرتبہ رکھتی ہے۔ تجھے لازم ہے کہ فاطمۃ الزہرؓ کے اسوہ حسنہ پر کار بند رہے۔

تاکہ تیری گود میں حسین جیسے نوجوان پرورش پائیں جو قوم وملت کے '' مقام کو سربلند '' کریں۔

یاد رکھ کہ کسی قوم کی ترقی اور عزت وسرفرازی کا اصل سبب چاندی، سونا ہرگز نہیں ہوا کرتا، بلکہ اس کا اقبال تندرست وتوانا ہے۔ روشن دماغ، چست وچالاک اور محنتی لوگوں سے بلند ہوا کرتا ہے، اس لیے مبارک ہیں وہ مائیں جو ایسی عمدہ صفات رکھنے والے بچے جنیں، جن سے ہماری اخوت اور رابطہ ملی کو تقویت ہو۔

اس کے بعد علامہ اقبالؒ کا ارشاد ہے کہ

اگر عورت کو زندگی بسر کرنے کا ایک کامل اور صحیح ماڈل درکار ہو تو اسے فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر دوڑانی چاہئے۔

۲۔ تربیت اولاد

حضرت مریم کو فقط عیسیٰ کی والدہ ہونے کا فخر تھا، مگر فاطمہؓ کو تین چار قسم کی عظیم الشان اور بے نظیر نسبتوں کا اعزاز حاصل ہے۔ وہ عالم دو جہاں اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بھی ہیں اور حضرت علیؓ جیسے دلیر جانباز خلیفہ کی زوجہ بھی ہیں، جن کی کل جائیداد ایک تیغ آبدار اور زرہ تھی۔ پھر انہیں حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی والدہ ہونے کا بھی شرف ہے۔ جن میں سے ایک نے امت میں فتنہ وفساد کا سدباب کرنے کے لیے تاج وتخت کو چھوڑ دیا اور دوسرا حق وصداقت کی حمایت میں کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر شہید ہوگیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کے اطوار وعادات یا خیالات وعقائد کی تعمیر در حقیقت مائیں ہی کیا کرتی ہیں اور اس کا افضل ترین نمونہ حضرت فاطمہؓ ہے۔ وہ تسلیم ورضا کا چشمہ تھی۔ وہ ایسی رحم دل اور خدا ترس تھی کہ ایک محتاج کی حاجت پوری کرنے کے لیے گھر میں پڑی ہوئی صرف ایک چادر بھی خوشی سے کسی یہودی کے ہاتھ فروخت کردی۔ وہ اپنے شوہر کی

اس قدر مطیع تھیں کہ ہمیشہ اس کی رضا کو خدا کی رضا سمجھتی تھیں۔

یہی وجہ ہے کہ فرشتے اور جن وانس سب کے سب ادب کے ساتھ اس کے سامنے جھک جاتے تھے۔

چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔ مگر صبر وشکر کے ساتھ قرآن کی تلاوت میں مصروف رہتی تھی۔ شوقِ عبادت میں اس پر راتوں کی نیند حرام تھی۔ اس لیے ان کے آنسو سرہانے پر گرنے کی بجائے ہمیشہ جانماز پر موتیوں کی طرح بکھر جاتے تھے۔ یہ آنسو ایک ایسا قیمتی اور برگزیدہ تحفہ تھا جسے جبریل خود اٹھا کر عرش کی جانب لے جاتے تھے۔

علامہ اقبالؒ نے فرمایا مجھے آئینِ شریعت اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے اس میں شرک کا احتمال ہے ورنہ جی تو یہ چاہتا ہے کہ ایسی خاتون کی قبر کے گرد طواف کروں اور اس کی خاکِ پاک پر سجدہ ریزی کر کے اپنی جبین کو منور کرلوں۔ اب مثنوی کے اختتام پر خطاب اسلام کے عنوان سے علامہ اقبالؒ طبقہ نسواں کی قدر ومنزلت ایک ناصحانہ پیرایہ میں یوں بیان فرماتے ہیں

اے روایتِ پردۂ ناموس ما
تابِ تو سرمایہ فانوس ما
طینت پاک تو مارا رحمت است
قوت دین واساسِ ملت است
کودکِ ماچوں لب از شیر تشت
لا الہ آموختی او را نخست

یعنی اے کہ تیری چادر ہماری عزت کی محافظ ہے اور اے کہ تیرا مشغلہ ہمارے فانوس کی روح رواں، تیری ہستی ہمارے دین اور سیاست کی بنیادیں استوار کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہوئی ہیں۔

بچے کے ہونٹ تیرے دودھ سے تر ہوتے ہیں۔ تو نے اسے توحید کا سبق پڑھایا۔

ہمارا عمل، ہماری گفتار اور ہمارا فہم وادراک دراصل تیری ہی محبت کے سانچے میں ڈھلتے ہیں، ہماری وہ نظارہ سوز بجلیاں جو تیرے ابر میں پوشیدہ تھیں، کبھی پہاڑوں پہ چمکیں اور کبھی صحراؤں میں۔ تیرا فیض کبھی فاران کی چوٹیوں پہ تھا، کبھی وادی ایمن میں اور کبھی غار حرا میں، کبھی تیری تربیت فاروق اعظم بن کر سامنے آئی، کبھی اس نے صدیقؓ کا جامہ پہنا، کبھی صلاح الدین ایوبی کا نام پایا۔ کبھی محمود بت شکن کا، تو دستور شریعت کی امین ہے اور تیرے ہر سانس میں دین حق کا سوز پایا جاتا ہے۔

۳۔ علامہ اقبالؒ کا عورتوں کو خصوصی پیغام

اے رحمت خداوندی کے مجسم پیکر (عورت) آ اور اپنی تربیت ونگہداشت سے ملت کے مرجھائے ہوئے باغ کو نئے سرے سے تروتازہ کر دے۔

آج تو بھلے اور برے یا جدید وقدیم کے اعتباری فرق میں نہ الجھ۔ اپنا عقیدہ ٹھیک رکھ اور آباؤ اجداد کا سچا مسلک اختیار کر۔

اے محترم ہستی!

وقت کی دست درازیوں سے ہوشیار رہ۔ بچوں کو اپنی آغوش شفقت میں چھپا لے۔ تاکہ وہ زمانے کی مسموم ہوا سے محفوظ رہیں۔ یہ نونہال جنہوں نے ابھی پر کشادہ نہیں کئے، اپنے آشیانے سے دور جا پڑے ہیں۔ انہیں گھیر کر اپنے مرکز کی طرف لے آ۔

۴۔ آزادی نسواں اور علامہ اقبالؒ

علامہ اقبال بے لگام آزادی نسوں کے خلاف ہیں۔ ان کے خیال میں ایسی آزادی عورتوں کی بدترین غلامی کے مترادف ہے، انسانیت کو بڑا نقصان جذبہ امومت کی موت کی وجہ سے ہوگا، جس آزادی علم سے عورت اپنی نسوانیت ہی کھو دے۔ وہ علم نہیں زہر ہے فرنگی تہذیب عورتوں کے لیے یہی زہر پیدا کر رہی ہے:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

بیگانہ رہے دین سے اگر مدرسۂ زن

ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

جس قوم نے عورتوں کو ضرورت سے زیادہ آزادی دی، وہ کبھی نہ کبھی اپنی غلطی پر ضرور پشیمان ہوئی، علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش

مجبور ہیں، معذور ہیں، مردانِ خردمند

آج عورت آزادی کے لیے بے حد جدو جہد کر رہی ہے، نقاب کی بندش اور گھر کی چار دیواری کو پھاند کر سوشل ہونے کی متمنی ہے، لیکن علامہ اقبالؒ اس جلوت کی نسبت خلوت کو اس کے حق میں رحمت سمجھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے:

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے

روشن ہے نگاہ آئینہ دل ہے مکدّر

بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے

ہو جاتے ہیں افکار پراگندۂ وابتر

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے

وہ قطرہ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر

پھر آزادی سے جرائم کی واردات کو جو فروغ حاصل ہوتا ہے اس کی نسبت فرماتے ہیں:

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا

گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے یا قند

کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب

پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند

علامہ فرماتے ہیں:

آزادی وہ بلا ہے، جو عورت کی محبوب ترین متاع کو بھی چھین لیتی ہے۔

علامہ اقبالؒ نے مشرقی اور مغربی تمدن میں عورت کے مقام کو دیکھا، اور زن مغرب کی فتنہ سامانی دیکھ کر ہی وہ جوانان مشرق کو نصیحت فرماتے ہیں۔

دل بہ مسلمہائے عرب باید سپرد
تا دمید صبح حجاز از شام کرد

یورپی ممالک میں عورت کی بے راہ روی کا باعث علامہ اقبالؒ وہاں کی معاشرت طرز دبود کو قرار دیتے ہیں۔ نیز مردوں کو بھی ذمہ داری سے بری نہیں کرتے

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلہ زن رہا وہیں کا وہیں
قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پروین
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

اس ضمن میں علامہ اقبال فلاسفہ یورپ سے رجوع کرتے ہیں:

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے
ہندو یونان ہیں جس کے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بیکار وزن تہی آغوش

مغربیت کے پرستار زن وشوہر کے بارے میں اکبر الہ آبادی نے بھی اپنا تاثر ان الفاظ میں ظاہر کیا:

خدا کے فضل سے میاں بیوی دونوں مہذب ہیں
انہیں پر د ہ نہیں آ تا انہیں غصہ نہیں آ تا

مفکر اسلام علامہ اقبال قوم کی پستی کا اصل سبب زوال حکومت کو نہیں سمجھتے ، بلکہ اس عیش پسندی کو گردانتے ہیں جس نے مذہب واخلاق، حیا وایمان کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا۔ وہ غازۂ مغرب کو مہلک قرار دیتے ہیں اور اس فکر سے کہ قوم کو اقوام عالم کی صفوں میں امتیازی درجہ ملے وہ اپنے کلام بلاغت نظام سے قوم کو درس عمل دیتے ہیں۔ وہ کوئی محض مفکر نہیں ، کہ نظریات کی پیچیدگیوں میں الجھ جائیں۔

اقبال رحمہ اللہ کا فلسفہ عملی اوران کا کلام ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا مصداق ہے۔ وہ محض جمالیاتی نقطہ نظر کے پابند نہیں ، جہاں حسن ، حسن کی خاطر حقائق سے دور ہوا ہے۔ علامہ اقبال نے شاعری سے فطرت کے اسرار ورموز ادا کئے ہیں۔ وہ عورت کو نہ تو باندی اور پرستار سمجھتے ہیں اور نہ اس کو امومت سے مبرا اور بے حیا دیکھنا گوارا کرتے ہیں۔ ان کا تو نظریہ یہ ہے کہ

پوشش عریانی مرداں زن است
حسن ودلجوئی را پیرہن است

اقبال کا یہ خیال قرآن حکیم کی صحیح ترجمانی کرتا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

اقبال نہ تو تمام تر پابندی نسواں کے قائل ہیں اور نہ یکسر آزادی نسواں کے۔

علامہ اقبال کی رائے میں قومی وملی سرمایہ سیم وزر، پونڈ اور ڈالر نہیں بلکہ تندرست و توانا نسل ہے جس کا دارومدار خواتین کی اسلامی زندگی اور شوہر پرستی پر ہے۔

آپ اہل بصیرت کو مخاطب کر کے کہتے ہیں

قوم را سرمایہ اے صاحب نظر
نیست از نقد وقماش وسیم وزر

مال سہو فرزند ہائے تندرست
تردماغ وسخت کوش وچاق وچست
حافظہ کر میز اخوت مادراں
قوت قرآن ملت مادراں
سیرت فرزند ہا از امہات
جوہر صدق وصفااز امہات

حکیم الامت علامہ اقبال عورتوں کی حفاظت اور بہتری کے لیے علاج بھی تجویز کرتے ہیں ۔ اس ضمن میں مردوں پر اہم ذمہ داری ہے، کیونکہ وہی خواتین کے ذمہ دار اور محافظ ہیں ۔

اک زندہ حقیقت میرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہو لہو سرد
نہ پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی
نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد

مجھے یقین ہے کہ آج تک کسی مشرقی شاعر یا فلسفی نے عورت کی سفارش اور حمایت ایسے شاندار اور بصیرت افروز پیرایہ میں ہرگز نہیں کی ۔ یہ علامہ اقبال کا صنفِ نازک پر ایک بہت بڑا احسان ہے، جس کا انہیں پوری فراخ دلی سے اعتراف کرنا ہوگا ۔ جہاں مردوں کا یہ فرض ہے کہ وہ عورتوں کا صحیح احترام سیکھیں اور محض چاردیواری میں بند رہنے والا جانور نہ سمجھ کر شاہراہ زندگی میں انہیں ایک باوقار حیثیت دیں ۔ وہاں عورتوں کو بھی چاہئے کہ وہ خود کو علامہ مرحوم کی بیان کردہ صفات کا پورا پورا مصداق ثابت کرنے کی کوشش کریں، تاکہ اس ہم آہنگی سے ہماری ازدواجی، معاشرتی اور اخلاقی زندگی میں خوش گوار انقلاب پیدا ہو ۔ آمین ثم آمین

الٰہی عطا کر ہمیں عقل کامل حکیم
ملے علم نافع ہمیں اے رحیم
رضا کا ہمیں اپنی طالب بنادے
الٰہی میسّر ہو ایسی سعادت